تمہیں تو میرا ہونا تھا

اندر کا موسم

گرمی کی تپتی دوپہر کی شدت ہو

یا

وصی شاہ کی نئی آنے والی کتاب "میرے ہو کے رہو" میں سے

تم بہت سال رہ لئے اپنے
اب مِرے، صرف میرے ہو کے رہو

specially 4U Gift Edition



لبنیٰ صفدر

ہمیں تو ساتھ مل کے زندگی کا بوجھ ڈھونا تھا
تمہی تو میرے جیسے تھے ''تمہیں تو میرا ہونا تھا''

فہرست

گزارش

مجھے اِس بات کا دعویٰ کہاں ہے کہ میں شاعری کے تمام رمُوز سے واقف ہوں۔
جب حبس زدہ موسموں کی تپتی دوپہروں میں کٹھن راستوں کی تمام تھکن رُوح کے بہت اندر تک سرایت کر جائے، گھٹن اِس حد تک بڑھ جائے کہ زندگی کی چند سانسیں لینا بھی دُشوار ہو جائے اور قدم قدم پر نارسائیوں کا دُکھ بکھرا ہوا ہو تو اِن حالات میں اپنے اندر کے اظہار کے لیے کچھ ٹوٹے پھوٹے الفاظ صفحات پر بکھر جاتے ہیں۔

میرے یہی ٹوٹے پھوٹے الفاظ اپنی جگہ کس حد تک آپ کے دلوں میں بنا پاتے ہیں۔نہیں معلوم! مگر اتنا ضرور جانتی ہوں کہ یہ میرے اندر کی اور میرے اردگرد کی بکھری کچھ سچائیاں ہیں۔میری اپنی سچائیاں!

صرف اتنی گزارش ہے کہ اِس کتاب کو پڑھتے وقت اس بات کو ضرور مدِ نظر رکھئے گا کہ یہ میری پہلی کاوش ہے۔پہلا قدم ہے، سیکھنے کے بہت سے مرحلے باقی ہیں۔

شکریہ!
لبنیٰ صفدر

رنگِ شاعری

جہاں انسان زمانے کا تغیرُ دیکھتا ہے وہاں حالات کا اثر بھی دِل پر گہرا پڑتا ہے کسی پر مان کرنا اور اُس مان کا ٹوٹ جانا رنج والم کو جنم دیتا ہے۔جو دیمک کی طرح زندگی کو کھانے لگتا ہے۔بعض لوگ اِک سانحہ سمجھ کو بھول جاتے ہیں اور بعض اظہار کرنے میں مشکل نہیں سمجھتے۔لیکن بعض ایسے بھی ہیں جن کے دل اس قدر زرنم ہو چکے ہوتے ہیں کہ نہ تو وہ بھول پاتے ہیں نہ کسی سے اظہار کر سکتے ہیں۔اُن میں سے ہی بعض وہ لوگ ہیں جو شاعری یا نثر کی صورت اپنے دُکھوں کو رقم کر لیتے ہیں۔

شاعری بھی اظہار کا ایسا ذریعہ ہے جس کے ذریعے دل کی ساری کیفیت بیان کرنا آسان ہو جاتی ہے لبنیٰ صفدر میں یہ صلاحیت بخوبی موجود ہے۔لبنیٰ صفدر بھی اپنے خیالات کو جدید انداز سے شاعری کا رنگ چڑھانے میں مہارت رکھتی ہے۔سچے جذبوں کی شاعرہ لبنیٰ صفدر ہونہار اور ذہین ہے جو کچھ محسوس کرتی ہے اسے پیش کر سکتی ہے "تمھیں تو میرا ہونا تھا" میں لبنیٰ صفدر نے شاعری کے وہ تمام تر رنگ پیش کیے ہیں جو اُس کے خیالات احساسات کو اُجاگر کرتے ہیں۔یوں تو تمام تر شاعری میں اپنا ہی اِک لطف ہے مگر میں یہاں کچھ اپنے پسندیدہ اشعار جو اس کتاب میں پڑھنے کو ملے پیش کرتا ہوں جسے شاعرہ کی فکر کو لفظوں کے رنگوں نے یوں اوڑھ رکھا ہے۔

اوڑھنی کا ہے مری یہ رنگ کیا؟
زرد سارا آسماں ہونے لگا

کہیں محبوب سے یوں خفا ہوئی ہے۔

سارے بوجھ اُٹھا کر بھی
تم کو بوجھ ہی لگتی ہوں

کبھی طلب کا اظہار یوں کیا جاتا ہے۔

کاسہ مرا ہے حرفِ تسلی
کرم کا سکہ مانگ رہی ہوں

اور کبھی اپنی فطرت یوں بتائی جاتی ہے۔

کتنے خوددار تھے کبھی ہم بھی
اب محبت کی بھیک مانگتے ہیں

کہیں پر دل کا ٹوٹنا ایسے ظاہر کیا جاتا ہے۔

گِرا ہے تو کئی ٹکڑوں میں وہ بکھرا پڑا ہوگا
تمہارے نم سے ہاتھوں میں جو شیشے کا کھلونا تھا

اور کہیں احساس کا اظہار ایسے بھی ہوتا ہے۔

وہ عبادت میں مری شامل ہے جو
درجہ کیا دوں میں اُسے درجات میں

محبت کی پختگی ایسے بھی پیش کی جاتی ہے۔

ایک لہجہ تمھیں ستائے گا
پیار سے لے گا جب بھی نام کوئی

یقیناً قارئین کو یہ کتاب ''تمہیں تو میرا ہونا تھا'' بہت پسند آئے گی۔

مدثر سرور چاند

کچھ کہتے ضرور اُن سے گویائی نہیں باقی
صورت تو حسیں ہوگی بینائی نہیں باقی

دُکھ درد کی ساتھی تھی ملنا ہے محال اُس کا
اِک حشر سا برپا ہے تنہائی نہیں باقی

اب دِل میں ہے کیا میرے اس بات کو تم چھوڑو
اس راہِ محبت میں پسپائی نہیں باقی

حالات کی شدت نے جھلسائے بدن ایسے
چہرے کی ضیاء رخصت ، زیبائی نہیں باقی

کچھ رنگِ خزاں نے بھی گُل ایسے کھلائے ہیں
لہجوں میں کہیں بھی تو رعنائی نہیں باقی

زمیں، چشمِ نم میں ہم کو تیرا خواب بونا تھا
تری ہر یاد کا موتی تو پلکوں میں پرونا تھا

ملن کے موسموں میں جانے کیوں میں بھول بیٹھی تھی
تجھے بھی شہر کی اس بھیڑ میں اے دوست کھونا تھا

فقط اپنے خیالوں سے نہ باندھو یوں مرے دِلبر
کبھی دیتے رہائی مجھ کو بھی کچھ دیر سونا تھا

گرا ہے تو کئی ٹکڑوں میں وہ بکھرا پڑا ہوگا
تمہارے نم سے، ہاتھوں میں جو شیشے کا کھلونا تھا

نہ جانے وقت نے کیوں فاصلے یہ دے دیئے ورنہ
تمہی تو میرے جیسے تھے "تمہیں تو میرا ہونا تھا"

کاش!

جانے کیوں
میرے لیے
اُس کی ہر بات سے پہلے
یہ ہی ہوتا ہے
کاش!

ایک شعر

بہت جلدی تھی تم کو راستے اپنے بدلنے کی
ابھی تو چاہتوں کو کتنا پائیدار ہونا تھا

پوروں پوروں زخم ہوئی ہوں
خوابوں کی سیڑھی سے گری ہوں

کاسہ مرا ہے حرفِ تسلی
کرم کا سکّہ مانگ رہی ہوں

سائے میں اُس کے بیٹھنا چاہوں
صدیوں سے میں تھکی ہوئی ہوں

راہ کے جس نے خار چنے تھے
دِل سے اس کی آج ہوئی ہوں

چہرے پر ہے گرد کا شیشہ
اندر سے میں چمک رہی ہوں

شعلہ جلتا ہوا سرد سی شام میں
من پگھلتا ہوا سرد سی شام میں

وحشتوں نے رگِ جاں کو کاٹا ہے خوب
دُکھ مسلتا ہوا سرد سی شام میں

آسمانوں پہ رنگوں کے میلے بھی تھے
دِن تھا ڈھلتا ہوا سرد سی شام میں

کون تھا دشت میں سنگ میرے کہو
ساتھ چلتا ہوا سرد سی شام میں

بے خودی کو کہوں کیا میں اپنا بدن
دیکھوں ڈھلتا ہوا سرد سی شام میں

اندر کا موسم

گرمی کی تپتی دوپہر کی شدت ہو
یا
سرد شاموں کی خنکی جسموں میں اُتری ہو
تیرا ساتھ ہو تو
موسموں سے کیا ہوتا ہے

دو شعر

ہو جائے کبھی مجھ سے برہم وہ نہیں چاہا
ہو جائیں سبھی جذبے مدہم وہ نہیں چاہا

ان میری نگاہوں میں ساون ہی بسے لیکن
ہو جائیں کبھی آنکھیں پُر نم وہ نہیں چاہا

--------❁--------

شام کے بھیگے کنارے لکھنا
تم اُداسی کے ستارے لکھنا

کوئی برداشت کرے یا نہ کرے
ہجر کے دُکھ بھی یہ سارے لکھنا

کس قدر اَشک گنوائے میں نے
عشق کے سارے خسارے لکھنا

بے بسی آنکھ میں اور ہونٹ پہ چُپ
کس طرح بچھڑے ہیں پیارے لکھنا

جن کی تقدیر بگڑ جاتی ہے
وہ مقدر کے ہیں مارے لکھنا

ایک عرصے سے یہی عادت ہے
جو بھی لکھنا اُسی بارے لکھنا

--------❁--------

سامنے کوئی راستہ بھی نہیں
میرا خود ہی سے رابطہ بھی نہیں

یاد رکھنا بھی اِک عذاب ہوا
بھول جانے کا حوصلہ بھی نہیں

ایک دِن وہ مجھے بُلائے گا
کیا یقیں ہے جو ٹوٹتا بھی نہیں

وسوسے دِل کو کیوں ستاتے ہیں
وہ ابھی تک تو بے وفا بھی نہیں

لمحہ لمحہ تمہارے نام کیا
اور کچھ میرے پاس تھا بھی نہیں

-------- ● --------

مجھے مت چھوڑ جانا تم، کبھی تنہا نہیں کرنا
کہا تھا میں نے دیکھو تم، کبھی ایسا نہیں کرنا

تمہارے ظلم کی تم سے وضاحت میں نہ مانگوں گی
مگر اب تم کسی کو بھی کبھی رُسوا نہیں کرنا

سبھی دُنیا کے کاموں میں بہت مصروف ہو جانا
کہ فرصت ہی نہ مل پائے کبھی رویا نہیں کرنا

وہ رستے جن پہ ہم دونوں سدا اِک ساتھ چلتے تھے
کوئی آئے صدا بھی تو وہاں دیکھا نہیں کرنا

انہیں تاروں کے جھرمٹ میں ہی میٹھی نیند سو جانا
ہمیں تو اب کسی بھی رات کو سویا نہیں کرنا

ہمیں تو وحشتوں کی دُھوپ میں تنہا ہی جلنا ہے
سنبھلنے کے لیے پھر سے جتن ہے کیا نہیں کرنا

کوئی تو شام میرے نام جانِ جاں لگا دینا
خیالوں سے ہی کرنا بات تم سویا نہیں کرنا

تمہیں تو میرا ہونا تھا

ہمیں تو ساتھ مل کے زندگی کا بوجھ ڈھونا تھا
تمہی تو میرے جیسے تھے ''تمہیں تو میرا ہونا تھا''

کبھی دُکھ دیتی ہے ٹھٹھرے ہوئے لہجوں میں یہ دنیا
کبھی ناشاد کرتی ہے عجب صدموں میں یہ دنیا
ہمیں تو صرف دن کے ماتھے سے ہر غم کو دھونا تھا
تمہی تو میرے جیسے تھے ''تمہیں تو میرا ہونا تھا''

سفر سے جسم ہے ٹوٹا تھکن سے چُور بیٹھے ہیں
ہماری آنکھ سے نیندوں کے پنچھی دور بیٹھے ہیں
ہمیں گردِ سفر دھو کر ہی سکھ کی نیند سونا تھا
تمہی تو میرے جیسے تھے ''تمہیں تو میرا ہونا تھا''

ہمارے پاس رہتے ہم کو جینے کا گماں رہتا
ہماری روح میں اُمّید کا روشن نشاں رہتا
خزاں رُت میں بھی ہم کو فصلِ گُل کا بیج بونا تھا
تمہی تو میرے جیسے تھے ''تمہیں تو میرا ہونا تھا''

ایک شعر

میرے اندر مقیم ہے تُو تو
دِل کا باسی قدیم ہے تُو تو

(اُس کی آواز)

شام ڈھلے
اس کی آواز
کتنے ہی رنگ سجا دیتی ہے
تھکن سی مٹا دیتی ہے
منظر اُجلا ہو جاتا ہے
دُھند ساری ہٹا دیتی ہے

اِک عجب روگ دِل نے پال لیا
بھولنا تھا جسے وہ یاد رہا

اپنی اپنی ہے زندگی سب کی
دوسروں کے لیے ہے کون جیا

میرا اِحساس ہے سزا میری
مجھ کو پھر اور دیجئے نہ سزا

دشت ہے میں ہوں اور تنہائی
اس ستم میں نہیں ہے کوئی مرا

ہر کسی کو شکائتیں کیوں ہیں
مجھ سے کیوں ہر کوئی یہاں ہے خفا

میرے دِل گراں سے ہر بوجھ اُتار دینا
اُلجھی ہے زندگانی اس کو سنوار دینا

اِک بار دیکھ لینا مجھ کو بوقتِ رخصت
بے چینیاں مِٹا کر مجھ کو قرار دینا

تنہائی کے سفر میں تنہا رہوں نہ اِک پل
اے دوست! تم وفا میں وہ اعتبار دینا

اے خالقِ محبت تجھ سے یہی کہوں گی
بے رنگ زندگی کو رنگِ بہار دینا

یہ معجزہ دِکھانا آسان ہوگیا ہے
صدیوں کی چاہتوں کو پل میں گزار دینا

ٹلی ہے نہ اَشکوں کی یلغار ہی
ہے تازہ مرے دِل میں وہ نار ہی

ملاقات اس سے نہ ہوئی تو کیا
چلو پھر سے دیکھ آئیں گلزار ہی

طلب تھی گلوں کی جسے دوستو
مِلے راستوں میں اُسے خار ہی

وہ دیکھے نہ دیکھے ہماری طرف
چلو ہم سنا آئیں اشعار ہی

ایک شعر

کس طرح ٹھہرے کوئی تیرے بعد
دِل ہے میرا کوئی سرائے نہیں

جلتے ہوئے آنچل کو کچھ اور ہوا دیجے
اب راکھ بنا دیجے سب کچھ ہی جلا دیجے

یہ ریت اُڑے جیسے صحراؤں میں جانِ جہاں
یوں خاک کی صورت اب مجھ کو بھی اڑا دیجے

اس دِل کی سرائے کو اب خالی کیا جائے
سب فالتو چیزوں کو آنگن سے ہٹا دیجے

اندر کے یہ سناٹے نہیں ٹوٹتے جانے کیوں
اُس پار سے ہی چاہے، اِک بار صدا دیجے

یہ اُلجھنیں ساری ہی مٹ جائیں گی اے لبنیٰ
بس جاتے سے مجھ کو کچھ ایسی دُعا دیجے

دُعا

میری آنکھوں کے خواب
راکھ راکھ ہوئے تو کیا
یادوں کو اُڑا لے گئی
جو ریت کی مانند بادِ صبا
گردی مسافتوں میں
اپنوں کی ہی چاہتوں میں
اُجڑ گئی ہوں تنہا
لب پہ آیا نہ پھر بھی
کوئی بھی تو حرفِ شکایت
دِل آوارہ تیری گلیوں میں

چند خوشیاں ڈھونڈنے نکلا تھا
نجانے کیا کیا مانگتا پھرتا تھا
مگر اب تو لبوں پر
ایک دُعا ہے
بس ایک دُعا
تیرا آنگن سلامت

-------- • --------

ایک چہرہ ہے جو اس دِل میں چھپا رکھا ہے
اور پھر دِل کو بھی مندر سا بنا رکھا ہے

شہر کا شہر چلا آتا ہے پتھر لے کر
اس کی چاہت نے تو دِیوانہ بنا رکھا ہے

آج پھر اس کا یہ وعدہ ہے کہ وہ آئے گا
میں نے اس واسطے اس گھر کو سجا رکھا ہے

دِل کے پاتال کی تاریکی گئی جانے کہاں
اِک دِیا نام کا تیرے جو جلا رکھا ہے

میرے ہاتھوں کی لکیروں میں کوئی اور نہیں
اِک تیرا نام ہے سرِ حرف دُعا رکھا ہے

چاہنے والوں سے کیا ایسا کہا جانا ہے
جو سلوک اُس نے میرے ساتھ روا رکھا ہے

--------*--------

دُکھ دِیا تُو نے رُلایا ہے مجھے
عشق میں کتنا ستایا ہے مجھے

جس میں اَشکوں کی بہت بہتات تھی
شام نے قِصّہ سُنایا ہے مجھے

تُو نے بے وُقعت کہا ہے یوں مجھے
گرد کی صورت اُڑایا ہے مجھے

دور رہ کر بھی میں اس کے پاس تھی
دور رہ کر اس نے پایا ہے مجھے

بارشوں کی طرح پھر برسا ہے وہ
سات رنگوں سے سجایا ہے مجھے

جن کو دن بھر بھول کر بیٹھی رہی
رات کو پھر یاد آیا ہے مجھے

--------*--------

مُشکل

میں کبھی تمہارے لیے
وہ نہیں کر پائی
جسے کرنا اب مناسب تھا
تمہاری بے پروائی عروج پر تھی
تب بھی میں کبھی
تمہاری یاد کے ہاتھ سے
اپنے ہی آنسوؤں سے بھیگا ہوا
اپنا ہاتھ چھڑا نہیں پائی
اپنی آنکھوں سے تمہارا چہرہ نوچ کر پھینک نہیں پائی
تمہاری بے رُخی کے باوجود

تم سے قُربت کا اِک تعلق محسوس ہوتا تھا
اور اب جب وہ تعلق بھی
بہت دُھندلا کر، بہت مدھم سا ہو کر
مٹنے سا لگا ہے
تو مہرباں تب بھی
میں وہ نہیں کر پا رہی ہوں
جو کرنا چاہ رہی ہوں
میں تم کو بھلانا چاہ رہی تھی

اپنے جذبات سے ڈر لگتا ہے
دِل کی آفات سے ڈر لگتا ہے

جس میں برسے ہوں کسی کے آنسو
ایسی برسات سے ڈر لگتا ہے

اس قدر کھائے ہیں دھوکے ہم نے
اپنی ہی ذات سے ڈر لگتا ہے

کتنی صدیوں کے برابر ہوگی
غم کی اِک رات سے ڈر لگتا ہے

تم کو ہے خوف زمانے کا مگر
مجھ کو حالات سے ڈر لگتا ہے

جسے چاہا تھا میں نے وہ ہی لمحہ معتبر کب تھا
مرے پاؤں کی قسمت میں تو منزل کا سفر کب تھا

تمھارے دل میں رہتی تھی محبت بھی زمانے کی
تمہارا دل تمہارا دل تھا یہ میرا ہی گھر کب تھا

حقیقت سے نظر پھیرے مگر یہ اور باتیں ہیں
وگرنہ تو مرے حالات سے وہ بے خبر کب تھا

سنا ہے اب بہاروں نے گھروں میں گل بکھیرے ہیں
مگر میرے ہی آنگن سے فقط ان کا گزر کب تھا

--------- ● ---------

ایک شعر

خوشبو خوشبو لہجہ اُس کا پھولوں جیسی بات
اُجلا اُجلا پیراہن ہے روشن روشن ذات

--------- ● ---------

معمولی سی لڑکی ہوں
سب کی آنکھ میں رہتی ہوں

سارے بوجھ اُٹھا کر بھی
تم کو بوجھ ہی لگتی ہوں

پتھر کی گڑیا کی طرح
اِک کونے میں رکھی ہوں

جذبوں کی سچائی میں
تجھ سے زیادہ سچی ہوں

دِل کا کھلونا مانگتی ہوں
اِک معصوم سی بچی ہوں

احساس کی خوشبو سے ہر شام مہکتی ہوں
خوش رنگ لبادے میں یادوں کے پہنتی ہوں

کانٹے ہی ملے مجھ کو پھولوں کے سفر میں بھی
اب راہ میں بیٹھی ہوں اور خار ہی چنتی ہوں

میں ٹوٹی نہیں اب تک اِک شخص کا احساں ہے
وہ ہاتھ بڑھاتا ہے میں جب جب گرتی ہوں

وہ شخص جہاں بھی ہے رہتا ہے مرے ہمراہ
میں اپنی دُعاؤں میں شامل اسے رکھتی ہوں

یہ ریشم و اطلسِ سب دنیا کو مبارک ہو
میں اس کے لیے لیکن اِک خواب ہی بُنتی ہوں

دوشعر

سانحہ ڈھونڈتا ہے خود مجھ کو
منتظرِ غم، ہر ایک گام کوئی

ایک لہجہ تمھیں ستائے گا
پیار سے لے گا جب بھی نام کوئی

بنجر پن

اُس کی خواہش ہے
میری مانگ میں سِندور بھر دے
شاید
اس کو خبر نہیں
بعض زمینوں کی قسمت میں
بنجر پن کا دُکھ رقم ہے

میرا ہر غم کیوں عیاں ہونے لگا
رازِ دِل رُخ سے بیاں ہونے لگا

اوڑھنی کا ہے مری یہ رنگ کیا؟
زرد سارا آسماں ہونے لگا

اُس کی باتوں سے کئی مطلب لیے
اِن دنوں میں خوش گماں ہونے لگا

قافلے دِل میں لگا کے یاد کے
خود ہی کیوں میں کارواں ہونے لگا

میں نے چاہا سب کو خوشیاں ہی ملیں
اور خفا مجھ سے جہاں ہونے لگا

جاتے جاتے وہ غموں کے حوصلے بھی لے گئے
میری چاہت کے سبھی وہ سلسلے بھی لے گئے

رنجشیں بھی تھیں اگر تو چاہتیں بھی تم سے تھیں
قربتیں تو چھینی ہی تھیں فاصلے بھی لے گئے

میرے رستے اُجڑے ہیں ہر سو اُداسی چھائی ہے
وہ اکیلا کر کے مجھ کو قافلے بھی لے گئے

میری آنکھوں میں کبھی اب سکھ کی نیند اُتری نہیں
خواب بھی وہ لے گئے ہیں رتجگے بھی لے گئے

کوئی سچا وعدہ مجھ سے ہمسفر نے کب کیا
وہ یقیں کے ساتھ سارے آسرے بھی لے گئے

کسی کو کیسے میں اور چاہوں کوئی بھی تجھ سا ملا نہیں ہے
مجھے جو مسحور کر کے رکھ دے وہ پھول اب تک کھلا نہیں ہے

تمہی سے میری بہار بھی ہے تمہی سے مجھ کو قرار بھی ہے
نصیب والا کہوں میں خود کو کہ تجھ سا کوئی ملا نہیں ہے

وفا سے دامن بھرا ہوا ہے مجھے تو کوئی کمی نہیں ہے
ملے ہو جب سے اے جانِ جاناں کسی سے کوئی گلا نہیں ہے

ہیں اتنے جگنو سجائے تو نے کہ سارا آنگن چمک اُٹھا ہے
کہ گھر کا میرے کوئی بھی کونا کہیں سے خالی ملا نہیں ہے

ایک شعر

کتنے خود دار تھے کبھی ہم بھی
اب محبت کی بھیک مانگتے ہیں

خواہشوں کو وہ یوں سجاتے رہے
جیسے پانی پہ گھر بناتے رہے

کوئی دُکھ بھی کبھی عیاں نہ کیا
روئے لیکن وہ گنگناتے رہے

آرزوؤں کے ملبے پر ہم لوگ
اِک نگر روز ہی بساتے رہے

کتنے پاگل تھے ہم، زرِ اُلفت
اِک ہی شخص پر لٹاتے رہے

اپنی تنہائی ختم ہو نہ سکی
لوگ آتے تھے لوگ جاتے رہے

آج دل میں خیال کس کا ہے
اور رنگِ ملال کس کا ہے

کب سے ڈوبی ہوئی ہوں حیرت میں
آئینے میں جمال کس کا ہے

آنکھ میں اَشک ، دل میں غم کی بہار
یہ اثاثہ یہ مال کس کا ہے

آج پلکیں ہیں کس لیے بوجھل
چہرے پر یہ گلال کس کا ہے

مجھ کو بھی ضبط کا ہنر آئے
یوں بدلنا کمال کس کا ہے

ان وادیوں میں واپس جانا تو یاد کرنا
دُنیا میں خود کو تنہا پانا تو یاد کرنا

وہ راستے وہ نغمے ہم راز ہیں جو اپنے
جب بے خیالیوں میں گانا تو یاد کرنا

ہاتھوں میں ہاتھ لے کر رستوں میں آتے جاتے
پھر کوئی پل سہانا پانا تو یاد کرنا

تھوڑے تھے زندگی کے لمحے مگر تھے اچھے
لمحے وہ ڈھونڈ کر تم لانا تو یاد کرنا

اُجڑی ہے کیسے تیرے ہاتھوں سے ایک لڑکی
آنکھوں میں اَشک اپنے لانا تو یاد کرنا

تقدیر کے تمہیں سے تھے سارے رنگ لبنیٰ
جب کہکشاں فلک پر چھانا تو یاد کرنا

کرنیں سی اُتری ہیں اس کی بات میں
کتنے موسم کھل گئے اس ذات میں

وہ عبادت میں مری شامل ہے جو
درجہ کیا دوں میں اُسے درجات میں

ہم مسافت کی تھکن سے چور ہیں
کتنی صدیاں کاٹیں ہیں اِک رات میں

روزِ غم سے ڈرتی ہوں چھپتی ہوں میں
روز اِک دشمن لگا ہے گھات میں

شورِ تنہائی میں سب کب سن سکے
سسکیوں کی گونج تھی بارات میں

جب مجھے یکسانیت چبھنے لگی
اِک تغیر آ گیا حالات میں

لفظ جو سننے کی خواہش تھی مجھے
آج اُس نے کہہ دِیے جذبات میں

کانچ کی گڑیا

میں
کانچ کی گڑیا تھی
اور
ہاتھ تیرے نم تھے

دو شعر

میرا دِل بھی یہ اُجڑ گیا ہے میری ہستی اُجڑ گئی ہے
میری تو ذات بے گھر ہوئی ہے میری بستی اُجڑ گئی ہے

کیا خبر ہے تمہیں میرے دِلبراے سکوں میں کہیں رہنے والے
ایک لڑکی تمہاری وفا میں ہنستی ہنستی اُجڑ گئی ہے

جب سلوٹیں سی آتی ہیں اس کی جبین پر
آپ وفا ہی آئے ہے دل کے نگین پر

کالی سی رات میں جو تری یاد آئے تو
لگتا ہے چاند اُترے ہے ایسے زمین پر

اچھا ہے دل کی رنجشوں کو دُور اب کریں
پتھر نہ ہم گرائیں گے دونوں جبین پر

مٹی وفا کی بھیگی ہے بارش سے پہلے ہی
کتنے ہی خواب اُگتے ہیں دل کی زمین پر

پوچھا ہمیں نہ چھوڑ کے، جب سے مکاں گئے
کیا کیا ستم گریں گے یوں تنہا مکین پر

دَر کھلا ہے کوئی تو آئے بھی
صبح سندیس کوئی لائے بھی

رات کی تیرگی نہ جا پائی
گرچہ آنسو بہت لٹائے بھی

صحن ویراں میں خار ہیں کتنے
یہ ہوا پھول کوئی لائے بھی

زندگی زندگی نہیں اس بن
جس کے بن سال یہ بتائے بھی

پھول پہنوں میں اور یہ سوچوں
سج گئی جسم کی سرائے بھی

اب سوچ کو میں اپنی اِک رنگ بنا دوں گی
ہر ڈھنگ میں جینے کا یوں خود کو سکھا دوں گی

اب مجھ کو نہیں مطلب ان سبز بہاروں سے
میں زرد رُتوں ہی سے اس گھر کو سجا دوں گی

اظہارِ محبت کے سب لفظ ہی جھوٹے ہیں
سب نقش مٹا کر میں خط کو بھی جلا دوں گی

اب اُس کی محبت کا احسان نہیں لینا
ملنا بھی اگر چاہے تو بات بنا دوں گی

اُس کوچے میں جاؤں میں اب ایسا نہیں ممکن
تنہائی میں جلنے کا میں خود کو مزا دوں گی

جاگے جاگے بھی آنکھوں میں خواب سجا کے رکھنا
صحرا صحرا دل میں بستی ایک بسا کے رکھنا

دِل کو یہ سب اچھا لگتا تو ہے میرے یارو
اُن کی یادیں آ جائیں تو سب کو بھلا کے رکھنا

لمبے سفر سے میں بھی اندھیرے کاٹ کے آ جاؤں گی
تو بھی میری خاطر راہ میں دِیپ جلا کے رکھنا

طوفانوں سے دیکھو چمن یہ اُجڑ بھی جائے لیکن
میرے لیے تو آنگن میں اِک پھول کھلا کے رکھنا

اپنا آنگن روشن رکھنا مرے اندھیرے چھوڑو
تم یوں کرنا تارے چھت پہ اپنی بُلا کے رکھنا

حقیقت

تعبیریں کسی ہری ٹہنی پہ اُگتی ہوئیں
خوشنما کونپلیں نہیں
کہ جب چاہا
انہیں توڑ لیا
یہ خواب ہمارے
تو وہ سراب ہیں
جو رگِ پائی کے سفر میں
اُڑتی تپتی ریت
آنکھوں میں بھر دیتے ہیں
اندر سے خالی کر دیتے ہیں

کبھی تو راہیں یہ ہوں گی روشن کبھی تو اپنا ستارا ہوگا
یہ کالی کالی سی گہری راتوں میں کوئی میرا سہارا ہوگا

اسی تمنّا سے میری کشتی تو ان تھپیڑوں کو جھیلتی ہے
کہ اس سمندر کی دوجی جانب کوئی تو شاید کنارا ہوگا

تمہارا دُکھ سُکھ کہا تھا تم نے نہیں تمہارا ہے اب ہمارا!
ملے گی تم کو جو چوٹ کوئی تو درد ہم کو ہی سارا ہوگا

گماں میں کب تھا ہمارے اتنا، ہمارے مولا ہمارے خالق
کہ جب محبت کا یہ صحیفہ ہمارے دل پہ اُتارا ہوگا

بس تمہیں یہ غم سنانا رہ گیا
کیسے اُجڑی ہوں بتانا رہ گیا

سارے ہی گھر کو سجایا ہے مگر
بس تمہیں ہی اب بُلانا رہ گیا

اُس کی خاطر سج گئی میں ہر طرح
زُلف میں اِک گُل سجانا رہ گیا

کتنے ہی خوش رنگ وعدے کر لیے
اور وعدوں کا نبھانا رہ گیا

راکھ کا اِک ڈھیر ہے اندر لگا
خواب اِک باقی جلانا رہ گیا

کچھ اور ہی ہیں اب کے اس ذات کے یہ موسم
اندر ہے آگ باہر برسات کے یہ موسم

اِک پل بھی وحشتوں کو کب ہے قرار میری
کیسے مگر میں کاٹوں آفات کے یہ موسم

جب سرمئی سی شاموں میں ہوتی ہے یہ بارش
کرتے ہیں شور کتنا جذبات کے یہ موسم

کچھ دیر میری خاطر فرصت نکال لینا
چپکے سے تھم نہ جائے بن بات کے یہ موسم

دِن بھر کے یہ اُجالے جانے کدھر گئے ہیں
سناٹے ہر طرف ہیں اور رات کے یہ موسم

نہ اُلفتوں کا نصاب لکھنا
نہ چاہتوں کو گُلاب لکھنا

اگر وفا کی کتاب لکھنا
تو فرقتوں کا بھی باب لکھنا

نہ چاہتوں کو سکون کہنا
نہ ان کو دیکھو عتاب لکھنا

تمہیں تو آتا ہے یار لکھنا
مرے بھی سارے عذاب لکھنا

یہ خوش خیالی نہیں تو کیا ہے
خزاں رُتوں میں گُلاب لکھنا

سوال تم سے کیا تھا میں نے
ملے جو فُرصت جواب لکھنا

کبھی گناہوں کی بھیڑ میں تم
کوئی تو حرف ثواب لکھنا

شاید

جب سے میرے ماتھے
میری ہتھیلیوں کو
اِک احساس کی آنچ نے چُھوا ہے
تب ہی سے میں
اپنے ہاتھوں اور اپنے ماتھے کو
پہروں دیکھتی رہتی ہوں
شاید!
ان میں کہیں
کوئی رِیکھا نئی بنی ہو
شاید!
قسمت کا لکھا بدل گیا ہو

ایک شعر

روگ اس طرح کے اُترے ہیں مرے خوابوں میں
جس طرح پھول سے بکھرے ہوں تری راہوں میں

رنگ سارے ہی سجا ڈالے مرے ہاتھوں پر
نقش کتنے ہی بنا ڈالے مرے ہاتھوں پر

یہ جنوں کتنا بلا خیز ہے، اِک لمحے میں
کتنے جذبوں کو لٹا ڈالے مرے ہاتھوں پر

موسموں کے وہ کئی پھول اکٹھے کر کے
سارے کے سارے لٹا ڈالے مرے ہاتھوں پر

اُس نے آنکھوں پہ لگایا جو مرے ہاتھوں کو
دِیپ کتنے ہی جلا ڈالے مرے ہاتھوں پر

تھام کر تم نے مرے ہاتھ کو اے جانِ جہاں
خشک پتے سے بنا ڈالے مرے ہاتھوں پر

(اُلٹ)

ہونا تو یہ چاہیے تھا
تمہاری ہم سفری میں
کئی رنگوں کے پھول کھلتے راہوں میں
کئی ستارے اُتر آتے
فلک سے خواب گاہوں میں
مگر ایسا نہیں
جانے کیوں
لیکن اب ایسا ہے کہ
کئی طرح کے غم میری پناہ میں ہیں
اور میں
غم کی پناہ میں

اب تلخیوں کا ہرگز ہم سے بیاں نہ ہوگا
کوئی بھی دونوں میں سے یوں بدگماں نہ ہوگا

اس درد کے اثاثے کتنے لٹا دیے ہیں
ان چاہتوں کا ہم سے اب تو بیاں نہ ہوگا

تو دیکھ آج میرے گھر میں بہار آئی
اتنا حسین پہلے اپنا جہاں نہ ہوگا

گھر جو بھی دوگے ہم کو وعدہ کرو یہ ہم سے
دِیواروں سے وہ خالی اپنا مکاں نہ ہوگا

خواب زاروں سے گزرنے والے
لوگ ہیں سارے بکھرنے والے

تتلیاں سوچ میں گم بیٹھی ہیں
رنگ کب تھے یہ اُترنے والے

حُسن کی داد ملی ہے ان میں
یہی موسم ہیں بکھرنے والے

ہم نبھاتے ہیں سدا عہدِ وفا
ہم نہیں ایسے مکرنے والے

ڈھونڈ لاؤ اے ہواؤ ان کو
مجھ کو تنہا ہیں جو کرنے والے

منتظر

کبھی اگر زندگی کے سفر میں
پاؤں تمہارے شل ہو جائیں
اور تمہیں بس ایک پل کو
میرا کبھی خیال آئے
تو جان لینا
کہ میرے گھر کو آنے والے
سارے ہی رستے
تمہارے منتظر ہوں گے
میری سماعتیں، میری بینائیاں
تمہیں اپنی راہوں میں
بچھی ہوئی ملیں گی
میری وفا کے دِیے کی لو
ہمیشہ اُونچی رہے گی

زخم کو پھول جو بتاتے ہیں
وہ بہاروں کو بھول جاتے ہیں

جب نہیں کوئی گوش برآواز
بے سبب آپ گنگناتے ہیں

وصل میں آپ کا خیال رہا
ہجر میں لوگ یاد آتے ہیں

شبِ فُرقت میں جاگنے والے
آپ ہی اپنا دِل جلاتے ہیں

تلاش

کسی برف سے ڈھکے پہاڑ کے پیچھے
نرم کومل پھولوں کی شگفتگی میں
وادی سے جاتی سڑک سے نیچے
گیت گاتی ہوئی برسات میں
یا پھر برسات کے منظر کے بعد
نکھرے آسماں کی شفق کے درمیاں
دُور دیس کو جاتی ہوا میں
خوشبو سے مہکی فضا میں
سمندر کی طغیانیوں میں
لہروں کی روانیوں میں
سرد سرد سی شاموں میں

گرم گرم سویروں میں
یا پھر ہو شاید کہیں وہ
اپنے ہی دل کے آس پاس
میں نے اپنے دل سے کہا
''آؤ اُس کو ڈھونڈیں آج''

میرے زخموں کا تجھے کیا درد ہے
تو بھی تو اِک عام ہی سا مرد ہے

کچھ ستارا بھی مرا گردش میں ہے
اور کچھ لہجہ بھی تیرا سرد ہے

تلخی ہے کتنی سفر کی راہوں میں
کچھ بتاتی پاؤں کی یہ گرد ہے

شہروں میں کتنا اکیلا پن سا ہے
کس قدر تنہا یہاں ہر فرد ہے

تو کبھی تو پوچھ میری بھی خبر
رنگ کیوں چہرے کا میرے زرد ہے

کون ہے کس سے یہاں مخلص بھلا
کون کس کا شہر میں ہم درد ہے

پھول خوشبو سا فسانہ میں سنانا چاہوں گی
تیرے بارے ہی تجھے میں تو بتانا چاہوں گی

میں اَنا کی اُلجھنوں میں تو نہیں پڑ پاؤں گی
وہ اگر رُوٹھے گا تو اس کو منانا چاہوں گی

آنا چاہے گا وہ میرے گھر میں جن رستوں سے بھی
اُن ہی رستوں کو میں پھولوں سے سجانا چاہوں گی

تو گذشتہ اِن دِنوں کی تلخیوں کو بھول جا
میں بھی ساری رنجشوں کو اب بھلانا چاہوں گی

ہے یقیں مجھ کو محبت پہ تری اے جانِ جاں
اِک دفعہ میں تیری چاہت آزمانا چاہوں گی

گلیوں میں آوارہ پھرتے شام مجھ کو ہوگی
گھر کی جانب لوٹ کے میں اب تو جانا چاہوں گی

شبِ انتظار بھی کٹ گئی وہ مگر نہ آیا ابھی تلک
مرا دوست تھا میری جان بھی بے خبر نہ آیا ابھی تلک

مرے درد سے وہ ہے آشنا مرے غم کو بھی جو ہے جانتا
کڑے وقت میں مری لینے کو کیوں خبر نہ آیا ابھی تلک

مجھے چھوڑ کر کہیں بے اماں کھلے دشت میں کہیں درمیاں
بھلا کس کے ساتھ چلا گیا وہ ادھر نہ آیا ابھی تلک

مری محنتیں، مری کاوشیں، سبھی رائیگاں مجھے لگتی ہیں
کوئی شاخ بھی نہ ہری ہوئی کہ ثمر نہ آیا ابھی تلک

اُسے اِتنا بتانا

ہواؤ، اگر اُس کے آنگن میں جاؤ
تو اُس بے نیاز کو بتانا
کہ اُس سے مجھ کو کوئی شکوہ نہیں
ہجر کے سفر کی تمازت کا
نہ روز و شب کی ریاضت کا
بے نام سے سفر کا
نہ بے خواب سی مسافت کا
اُس بے نیاز کو بتانا
ہاں بس اتنا ہی بتانا
کٹتے ہیں اُسی کی یادوں میں صبح و شام، کہنا
دِل میں دھڑکنے لگا ہے اُس کا نام، کہنا
ہواؤ بس اُس کو اتنا ہی بتانا
ہواؤ بس اُس کو اتنا ہی کہنا

تیری چاہت نے کیسا حال کیا
مجھ کو ہر شے سے بے خیال کیا

دِل کا ہر نقش ہی بدل ڈالا
بے رُخی نے بھی کیا کمال کیا

کب ہیں تنہائی میں بھی ہم تنہا
رشتۂ قُرب یوں بحال کیا

مجھ کو ہر سکھ سے آشنا کر کے
مجھ کو اِک شخص نے نہال کیا

عشق کی کوئی حد بھی ہوتی ہے؟
تم نے یہ کیسا پھر سوال کیا